دل کی بات

کشمیر میں نیٹو افواج اور پاکستان کا مستقبل

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے ایک بیان میں کہا ہے کہ نیٹو افواج متاثرین زلزلہ کی امداد کے لیے نہیں بلکہ بین الاقوامی سازش کے تحت پاکستان میں طویل عرصہ قیام کا پروگرام لے کر آئی ہیں۔ غیر ملکی افواج کا آزاد کشمیر میں قیام پاکستان کی سلامتی وخود مختاری کے لیے سنگین خطرہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ:

''ملک پر فرد واحد کی حکمرانی ہے۔ پارلیمنٹ بے اختیار، آئین پامال اور عدلیہ مجبور ومقہور ہے۔ شخصی حکمرانی نے وطن عزیز کے تمام قومی اداروں کو یرغمال بنا کر انہیں تباہ کر دیا ہے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اگر قومی و سیاسی قیادت نے اس صورت حال کا تدارک نہ کیا تو وطن عزیز کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔''

قائد احرار نے قوم کو بروقت خبردار کیا ہے۔ ذمہ دار سیاسی قیادت نے ملک کے خلاف ہونے والی اس بین الاقوامی سازش کا راستہ نہ روکا تو پاکستان کے سیاسی و جغرافیائی مستقبل کو شدید خطرہ ہے۔ نیٹو کی افواج نے متاثرین زلزلہ کی امداد بحالی اور تعمیر نو کے لیے صرف آزاد کشمیر میں ہی اپنے قیام کو کیوں ضروری سمجھا؟ جبکہ زلزلہ تو صوبہ سرحد میں بھی آیا اور بہت زیادہ جانی و مالی نقصان ہوا۔

ممتاز امریکی دانشور مسٹر کوہن نے اپنے ایک آرٹیکل میں اس سازش کو بے نقاب کیا ہے۔ جو ''نیویارک ٹائمز'' جولائی ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔ مسٹر کوہن نے لکھا:

''نیٹو مسئلہ کشمیر کے حل کا پروگرام تشکیل دے چکا ہے۔ جس کی تکمیل کے لیے ہندوستان کو مکمل اعتماد میں لیا گیا ہے۔ پاکستان کے شمالی علاقہ جات سمیت کشمیر کے پانچ ریجن بنائے جائیں گے۔ جنہیں ''یونائیٹڈ سٹیٹس آف کشمیر'' کا نام دیا جائے گا۔ نیٹو افواج آزاد کشمیر میں کنٹرول سنبھال لے گی۔ بھارت کو خطے میں کنٹرول کی ذمے داری سونپی جائے گی۔ پاکستان بے اختیار ہوگا۔ یہ منصوبہ ۲۰۰۶ء میں مکمل کر لیا جائے گا اور میر واعظ عمر فاروق کو ''یونائیٹڈ سٹیٹس آف کشمیر'' کا سربراہ بنایا جائے گا۔''

اخباری اطلاعات اور عملی صورت حال سے ان حقائق کی مکمل تائید ہو رہی ہے۔ تقسیم کشمیر کی سازش تو بین الاقوامی منصوبہ سازوں نے بہت پہلے سے تیار کر رکھی ہے لیکن ۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء کے زلزلے نے اُن کا کام مزید آسان کر دیا۔ متاثرین کی مدد اور بحالی کا بہانہ بنا کر نیٹو افواج کشمیر میں داخل کر دیں۔ واضح رہے کہ یہ کام نیٹو کے مقاصد میں شامل نہیں۔ کہا جا رہا ہے کہ انجینئرنگ کور اور میڈیکل کور کے فوجی آئے ہیں لیکن عجیب بات ہے اسلحہ بھی ساتھ لے کر آئے ہیں۔ متاثرین زلزلہ کی مدد سے اسلحہ کا کیا تعلق؟ خدشات یقین میں بدل رہے ہیں کہ دال میں کچھ نہیں بہت زیادہ کالا کالا ہے۔

مقبوضہ کشمیر میں سید علی گیلانی سمیت تمام حریت پسند رہنماؤں کو نظر انداز کر کے میر واعظ کو سامنے لانا، میر واعظ کی طرف سے دورۂ بھارت کے دوران ''یونائیٹڈ سٹیس آف کشمیر'' کی تجویز دینا، پاکستان کے تمام کشمیری لیڈروں کو پس منظر میں پھینک کر صرف سردار عبدالقیوم خان کو بھارت بھیجنا اور سردار صاحب کی طرف سے میر واعظ کی تجویز کی حمایت کرنا اسی منصوبے کا حصہ ہے۔ سردار عبدالقیوم کبھی مجاہدِ اوّل تھے اور ''کشمیر بنے گا پاکستان'' اُن کا منشور تھا۔ وہ اب کیا ہیں اور اُن کا کیا منشور ہے؟ الم نشرح ہے۔

وفاقی وزیر اطلاعات شیخ رشید احمد فرماتے ہیں:

> ''صدر پرویز ۲۰۰۷ء میں عام انتخابات کے بعد وردی اتارنے کا فیصلہ کریں گے۔ ۲۰۰۷ء ملکی سیاست کا رخ متعین کرنے کے حوالے سے تاریخی سال ہوگا، مسئلہ کشمیر میرے مقبوضہ کشمیر جانے سے ہی حل ہوگا، اپوزیشن میں فارورڈ بلاک ۲۰۰۶ء میں بنے گا۔''

جنابِ شیخ کی گفتگو ''زبان میری ہے بات اُن کی'' کے مصداق ہے۔ ۲۷ نومبر ۲۰۰۵ء کو مالٹا میں منعقد ہونے والے دولت مشترکہ کے تین روزہ سربراہی اجلاس کے مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ:

> ''پاکستان میں وردی کا معاملہ ۲۰۰۷ء سے آگے نہیں جانا چاہیے۔ صدر اور آرمی چیف کے عہدے ایک ہی شخص کے پاس ہونا جمہوریت کے بنیادی اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتا۔''

وردی اتارنے کا فیصلہ بھی انہی قوتوں نے کرنا ہے جو وردی والا مسلط کرتی ہیں اور مسئلہ کشمیر بھی اپنی مرضی کے مطابق وہی حل کریں گے جنھوں نے یہ مسئلہ پیدا کیا تھا۔ جنابِ شیخ کیا حل کریں گے:

غیر ممکن ہے کہ حالات کی گتھی سلجھے
اہل مغرب نے بہت سوچ کے الجھائی ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ ۲۰۰۷ء پاکستان کے لیے نہایت اہم ہے۔ امریکہ کو بھی اب جلدی ہے۔ عراق میں غیر متوقع مزاحمت نے اُسے اپنی فوجیں واپس بلانے کے فیصلے پر مجبور کر دیا ہے۔ ایران پوری قوت کے ساتھ ڈٹا ہوا ہے۔ افغانستان میں اس کے قدم لڑکھڑا رہے ہیں۔ لے دے کے ایک ہمارا وطن عزیز رہ گیا ہے۔ جس سے امریکہ نے اپنا مستقبل وابستہ کر لیا ہے۔ وہ ''یونائیٹڈ سٹیٹس آف کشمیر'' کو بنیاد بنا کر اب چین سے آنکھیں چار کرنا چاہتا ہے۔ اس منصوبے کی تکمیل کے لیے امریکہ، بھارت پارٹنر شپ طے ہو چکی ہے۔ بھارت پاکستان پر کشمیر سے فوجیں واپس بلانے کے لیے ہر قسم کا دباؤ ڈال رہا ہے، دراندازی کا الزام بھی دے رہا ہے۔ لیکن اپنی فوجیں کشمیر سے نکالنے سے انکاری ہے۔ حالات بڑی تیزی کے ساتھ غلط رخ پر جا رہے ہیں۔ پاک وطن کی نظریاتی سرحدیں تو روشن خیال حکمرانوں نے پہلے ہی مسمار کر دی ہیں۔ اب جغرافیائی سرحدوں کو بھی خطرہ ہے۔ اس وقت قومی اتفاق رائے کی ضرورت ہے۔ شخصی حکمرانی اور انفرادی فیصلے پہلے بھی نقصان دہ ثابت ہوئے اور آئندہ بھی تباہ کن ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ میرے پاک وطن کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)